The Smart Study Notes

Unit 2: Responsibility of the Youth in Nation-Building

(Excerpts from the speech of Quaid-e-Azam delivered at the Dhaka University Convocation on 24h March 1948)

Translation

1. "Mr. Chancellor, Ladies and Gentlemen, When I was approached by the Vice-Chancellor with a request to deliver the Convocation Address, I made it clear to him that there were so many calls on me that I could not possibly prepare a formal Convocation Address on an academic level with regard to the great subjects with which University deals, such as arts, history, philosophy, science, law and so on. I did, however, promise to say a few words to the students on this occasion, and it is in fulfilment of that promise that I will address you now. First of all, let me thank the Vice-Chancellor for the flattering terms in which he referred to me. Mr. Vice-Chancellor, whatever I am, and whatever I have been able to do, I have done it merely as a measure of duty which is incumbent upon every Mussalman to serve his people honestly and selflessly.

" .1جنابِ چانسلر، خواتین و حضرات!

جب وائس چانسلر نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس تقریبِ تقسیمِ اسناد میں خطاب کروں، تو میں نے اُن سے صاف کہہ دیا کہ مجھ پر اتنی زیادہ ذمہ داریاں ہیں کہ میں جامعہ کے عظیم مضامین جیسے کہ فنونِ لطیفہ، تاریخ، فلسفہ، سائنس، قانون وغیرہ کے بارے میں کسی علمی سطح کا باقاعدہ خطاب تیار نہیں کر سکتا۔ تاہم، میں نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ اس موقع پر طلباء سے چند الفاظ ضرور کہوں گا، اور اب میں وہ وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ سب سے پہلے، میں وائس چانسلر کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میرے بارے میں بڑے خوش کن الفاظ استعمال کیے۔ جنابِ وائس چانسلر! جو کچھ بھی میں ہوں، اور جو کچھ بھی میں نے کیا ہے، وہ صرف اپنی ذمہ داری کے طور پر کیا ہے—— یہ وہ فرض ہے جو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے لوگوں کی ایمانداری اور بے لوثی کے ساتھ خدمت کرے۔"

2. In addressing you I am not here speaking to you as Head of the State, but as a friend, and as one who has always held you in affection. Many of you have today got your diplomas and degrees and I congratulate you. Just as you have won the laurels in your University and qualified yourselves, so I wish you all success in the wider and larger world that you

will enter. Many of you have come to the end of your scholastic career and stand at the threshold of life. Unlike your predecessors, you fortunately leave this University to enter life under a sovereign, Independent State of your own. It is necessary that you and your other fellow students fully understand the implications of the revolutionary change that took place on the birth of Pakistan. We have broken the shackles of slavery; we are now a free people. Our State is our own State. Our Government is our own Government, of the people, responsible to the people of the State and working for the good of the State.

"2. آپ سے خطاب کرتے ہوئے، میں آپ سے بطورِ سربراہِ مملکت نہیں، بلکہ ایک دوست کی حیثیت سے مخاطب ہوں، اور ایک ایسے شخص کے طور پر جو ہمیشہ آپ سے محبت رکھتا ہے۔ آپ میں سے بہت سے طلباء نے آج اپنی اسناد اور ڈگریاں حاصل کی ہیں، اور میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جس طرح آپ نے جامعہ میں امتیازی کامیابیاں حاصل کیں اور خود کو اہل ثابت کیا، اُسی طرح میں آپ کے لیے زندگی کے اُس وسیع اور بڑے میدان میں بھی کامیابی کی دعا کرتا ہوں جس میں آپ اب داخل ہوں گے۔ آپ میں سے بہت سے افراد اپنی تعلیمی زندگی کے اختتام پر ہیں اور اب عملی زندگی کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔ اپنے پچھلے طالبعلموں کے برعکس، آپ خوش قسمت ہیں کہ اس جامعہ سے فارغ ہو کر ایک خود مختار، آزاد ریاست میں عملی زندگی میں داخل ہو رہے ہیں جو آپ کی اپنی ہے۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ اور آپ کے دیگر ساتھی طلباء اُس انقلابی تبدیلی کی اہمیت کو پوری طرح سمجھیں جو پاکستان کے قیام کے ساتھ رونما ہوئی۔ ہم نے غلامی کی زنجیریں توڑ دی ہیں؛ اب ہم آزاد قوم ہیں۔ ہماری ریاست ہماری اپنی ریاست ہے۔ ہماری حکومت ہماری اپنی حکومت ہے، عوام کی ہے، عوام کے سامنے جواب دہ ہے اور ریاست کی بہتری کے لیے کام کر رہی ہے۔"

3. Freedom, however, does not mean license. It does not mean that you can now behave just as you please and do what you like, irrespective of the interests of other people or of the State. A great responsibility rests on you and, on the contrary, now more than ever, it is necessary for us to work as a united and disciplined nation. What is now required of us all is constructive spirit and not the militant spirit of the days when we were fighting for our freedom. It is far more difficult to construct than to have a militant spirit for the attainment of freedom. It is easier to go to jail or fight for freedom than to run a Government. Let me tell you something of the difficulties that we have overcome and of the dangers that still lie ahead. Thwarted in their desire to prevent the establishment of Pakistan, our enemies turned their attention to finding ways and means to weaken and destroy us. Thus, hardly had the new State come into being when came the Punjab and Delhi holocaust. Thousands of men, women and children were mercilessly butchered, and

millions were uprooted from their homes. Over fifty lakhs of these arrived in the Punjab within a matter of weeks. The care and rehabilitation of these unfortunate refugees, stricken in body and in soul, presented problems, which might well have destroyed many a well-established State. But those of our enemies who had hoped to kill Pakistan at its very inception by these means were disappointed. Not only has Pakistan survived the shock of that upheaval, but also it has emerged stronger, more chastened and better equipped than ever.

3. "آزادی کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ اب آپ کو من مانی کرنے اور اپنی مرضی کے مطابق ہر عمل کرنے کی کھلی چھوٹ حاصل ہو گئی ہے، قطع نظر اس کے کہ cدوسروں یا ریاست کے مفادات کیا ہیں۔ اب آپ پر ایک بہت بڑی ذمہ cداری عائد ہوتی ہے، بلکہ اب پہلے سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ ہم ایک متحد اور منظم قوم کی حیثیت سے کام کریں۔ ہم سب سے جو تقاضا کیا جا رہا ہے، وہ تعمیری جذبہ ہے نہ کہ وہ جنگجو جذبہ جو آزادی کی جدوجہد کے دنوں میں تھا۔ تعمیر کرنا کہیں زیادہ مشکل ہے بنسبت اس جنگجو جذبے کے جس سے آزادی حاصل کی جاتی ہے۔ جیل جانا یا آزادی کے لیے لڑنا نسبتاً آسان ہے، لیکن حکومت چلانا بہت دشوار کام ہے۔ آیئے، میں آپ کو اُن مشکلات کے بارے میں کچھ بتاتا ہوں جن پر ہم نے قابو پایا ہے، اور اُن خطرات کے بارے میں جو ابھی بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جب ہمارے دشمن پاکستان کے قیام کو روکنے میں ناکام ہو گئے، تو اُنہوں نے ہمیں کمزور کرنے اور ختم کرنے کے مختلف طریقے اپنانے شروع کر دیے۔ یوں، نئی ریاست کے قیام کے فوراً بعد پنجاب اور دہلی کا ہولناک سانحہ پیش آیا۔ ہزاروں مرد، عورتیں اور بچے بے دردی سے قتل کر دیے گئے، اور لاکھوں لوگ اپنے گھروں سے بے دخل کر دیے گئے۔ ان میں سے پچاس لاکھ سے زیادہ افراد صرف چند ہفتوں میں پنجاب پہنچے۔ ان بدنصیب مہاجرین کی دیکھ بھال اور بحالی، جو جسمانی اور روحانی دونوں طور پر زخم خوردہ تھے، ایسے مسائل تھے جن سے کوئی بھی مستحکم ریاست تباہ ہو سکتی تھی۔ لیکن ہمارے دشمن جو یہ امید رکھتے تھے کہ ان ہتھکنڈوں سے وہ پاکستان کو آغاز ہی میں ختم کر دیں گے، اُن کی یہ امید پوری نہ ہو سکی۔ پاکستان نہ صرف اس صدمے سے بچ نکلا بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط، نکھرا ہوا اور بہتر طور پر تیار ہو کر ابھرا۔"

4. There followed in rapid succession other difficulties, such as withholding by India of our cash balances, of our share of military equipment and lately, the institution of an almost complete economic blockade of your Province. I have no doubt that all right-thinking men in the Indian Dominion deplore these happenings, and I am sure the attitude of the mind that has been responsible for them will change, but it is essential that you should take note of these developments. They stress the importance of continued vigilance on our part...

4. "اس کے فوراً بعد ہمیں یکے بعد دیگرے کئی اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جیسے کہ بھارت کی طرف سے ہمارے نقدی ذخائر کی ادائیگی روک دینا، ہمارے حصے کے فوجی ساز و سامان کو روک لینا، اور حال ہی میں آپ کے صوبے پر تقریباً مکمل اقتصادی ناکہ بندی نافذ کر دینا۔ مجھے کوئی شک نہیں کہ بھارتی ڈومینین کے تمام باشعور اور انصاف پسند لوگ ان واقعات پر افسوس کرتے ہوں گے، اور مجھے یقین ہے کہ جس ذہنیت نے یہ اقدامات کیے ہیں، وہ رویہ بھی بدلے گا۔ لیکن یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ ان حالات و واقعات کو اچھی طرح سمجھیں اور ان کا ادراک رکھیں۔ یہ سب باتیں اس امر پر زور دیتی ہیں کہ ہمیں مسلسل چوکنا رہنے کی کتنی ضرورت ہے..."

5. Your main occupation should be in fairness to yourselves, in fairness to your parents and indeed in fairness to the State, to devote your attention solely to your studies. It is only thus that you can equip yourselves for the battle of life that lies ahead of you. Only thus will you be an asset and a source of strength and of pride to your State. Only thus, can you assist it in solving the great social and economic problems that confront it and enable it to reach its destined goal among the most progressive and strongest nations of the world.

5. "آپ کی سب سے بڑی مصروفیت، خود آپ کے ساتھ انصاف کے لیے، آپ کے والدین کے ساتھ انصاف کے لیے، اور در حقیقت ریاست کے ساتھ انصاف کے لیے، یہ ہونی چاہیے کہ آپ اپنی توجہ مکمل طور پر تعلیم پر مرکوز رکھیں۔ صرف اسی طریقے سے آپ خود کو اُس زندگی کی جنگ کے لیے تیار کر سکتے ہیں جو آپ کے سامنے ہے۔ صرف اسی صورت میں آپ ریاست کے لیے ایک اثاثہ، طاقت کا ذریعہ اور فخر بن سکتے ہیں۔ اور صرف اسی صورت میں آپ ریاست کو اُن عظیم سماجی اور معاشی مسائل کے حل میں مدد دے سکتے ہیں، جن کا اسے سامنا ہے، اور اسے اس کے اس مقام تک پہنچنے میں مدد دے سکتے ہیں جو دنیا کی سب سے ترقی یافتہ اور طاقتور قوموں میں ہے۔"

6. My young friends, I would, therefore, like to tell you a few points about which you should be vigilant and beware. Firstly, beware of the fifth columnists among us. Secondly, guard against and weed out selfish people who only wish to exploit you so that they may swim. Thirdly, learn to judge who are really true and really honest and unselfish servants of the State, who wish to serve the people with heart and soul and support them...

6. "میرے نوجوان دوستو! اسی لیے، میں آپ سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں جن کے بارے میں آپ کو ہوشیار اور خبردار رہنا چاہیے۔ سب سے پہلے، ہمارے درمیان موجود پانچواں ستون (یعنی اندرونی دشمنوں) سے ہوشیار رہیں۔ دوسری بات، ان خود غرض لوگوں سے خبردار رہیں اور اُن کا قلع قمع کریں جو صرف آپ کا استحصال اس لیے کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ خود فائدہ اٹھا سکیں۔ تیسری بات، یہ سیکھیں کہ کس طرح پرکھا جائے کہ کون واقعی ریاست کا سچا، ایماندار اور بے لوث خادم ہے—— وہ لوگ جو دل و جان سے عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اور اُن کا ساتھ دیتے ہیں..."

7. There is another matter that I would like to refer to. My young friends, hitherto, you have been following the rut. You get your degrees and when you are thrown out of this University in thousands, all that you think and hanker for is Government service. As your Vice-Chancellor has rightly stated the main object of the old system of education and the system of Government existing, hitherto, was really to have well-trained, well-equipped clerks. Of course, some of them went higher and found their level, but the whole idea was to get well-

qualified clerks. Civil Service was mainly staffed by the British and the Indian element was introduced later on, and it went up progressively. Well, the whole principle was to create a mentality, a psychology, and a state of mind that an average man, when he passed his B.A. or M.A. was to look for some job in Government. If he got it, he thought he had reached his height I know, and you all know what has been really the result of this. Our experience has shown that an M.A. earns less than a taxi driver, and most of the so-called Government servants are living in a more miserable manner than many menial servants who are employed by well to do people. Now, I want you to get out of that rut and that mentality, as, now, we are in free Pakistan.

7. "ایک اور بات ہے جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میرے نوجوان دوستو! اب تک آپ ایک گھسی پِٹی روش پر چلتے آرہے ہیں۔ آپ اپنی ڈگریاں حاصل کرتے ہیں، اور جب آپ ہزاروں کی تعداد میں یونیورسٹی سے نکلتے ہیں، تو آپ کی ساری سوچ اور تمنا صرف حکومت کی نوکری تک محدود ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ کے وائس چانسلر نے بالکل درست کہا کہ پرانے نظامِ تعلیم اور حکومت کا مقصد محض یہ تھا کہ اچھے طریقے سے تربیت یافتہ اور مکمل طور پر تیار شدہ کلرک تیار کیے جائیں۔ یقیناً ان میں سے کچھ ترقی کر گئے اور اعلیٰ درجوں تک پہنچے، لیکن پورا نظام صرف یہی سوچ پیدا کرتا تھا کہ قابل کلرک مہیا کیے جائیں۔ سیول سروس زیادہ تر انگریزوں پر مشتمل تھی، اور ہندوستانی عنصر بعد میں شامل کیا گیا، جو آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ اس سارے نظام کا بنیادی مقصد ایک خاص ذہنیت، ایک نفسیات، اور سوچ کا انداز پیدا کرنا تھا کہ ایک عام آدمی جب بی۔ اے یا ایم۔ اے کرلے تو وہ سرکاری ملازمت تلاش کرے۔ اور اگر اُسے وہ ملازمت مل جائے، تو وہ یہی سمجھتا تھا کہ اُس نے سب کچھ حاصل کرلیا ہے۔ مجھے معلوم ہے، اور آپ سب کو بھی معلوم ہے کہ اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ ہمارے تجربے نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ایک ایم۔ اے ڈگری یافتہ شخص ایک ٹیکسی ڈرائیور سے بھی کم کماتا ہے، اور اکثر سرکاری ملازمین اُن خادموں سے بھی بدتر زندگی گزار رہے ہیں جو کسی مالدار شخص کے ہاں کام کرتے ہیں۔ اب، میں چاہتا ہوں کہ آپ اس گھسے پٹے راستے اور ذہنیت سے باہر نکلیں، کیونکہ اب ہم آزاد پاکستان میں ہیں۔"

8. Government cannot absorb thousands-impossible. But in the competition to get Government service most of you will be demoralized. Government can take only a certain number, and the rest cannot settle down to anything else and being disgruntled are always ready to be exploited by persons who have their own axes to grind. Now I want that you must divert your mind, your attention, your aims and ambition to other channels and other avenues and fields that are open to you. There is no shame in doing manual work and labour. There is an immense scope in technical education for we want technically qualified people very badly. You can learn banking, commerce, trade, law, etc., which provide so many opportunities

now. Already you find that new industries are being started, new banks, new insurance companies, new commercial firms are opening, and they will grow as you go on. Now these are avenues and fields open to you. Think of them and divert your attention to them, and believe me, you will, there, benefit yourselves more than by merely going in for Government service and remaining there, in what I should say, a circle of clerkship, working there from morning till evening, in most dingy and uncomfortable conditions. You will be far more happy and far more prosperous with far more opportunities to rise if you take to commerce and industry and will thus be helping not only yourselves but also your State. I can give you one instance. I know a young man who was in Government service. Four years ago, he went into a banking corporation on two hundred rupees, because he had studied the subject of banking and today, he is Manager in one of their firms and drawing fifteen hundred rupees a month in just four years. These are the opportunities to have, and I do impress upon you now to think in these terms..."

8. "حکومت ہزاروں افراد کو نوکری نہیں دے سکتی—یہ ناممکن ہے۔ لیکن جب آپ میں سے اکثر افراد سرکاری نوکری کے حصول کی دوڑ میں شامل ہوتے ہیں، تو آپ مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حکومت صرف ایک مخصوص تعداد کو ہی ملازمت دے سکتی ہے، اور باقی افراد کسی اور کام میں دل نہیں لگا پاتے، اور مایوس ہو کر اُن لوگوں کے ہاتھوں آسانی سے استعمال ہو جاتے ہیں جن کے اپنے مفادات ہوتے ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی سوچ، اپنی توجہ، اپنے مقاصد اور خواہشات کو دیگر راستوں اور میدانوں کی طرف موڑ دیں، جو آپ کے لیے کھلے ہیں۔ دستی کام اور محنت مزدوری کرنے میں کوئی شرم کی بات نہیں۔ تکنیکی تعلیم کے میدان میں بہت وسعت ہے، کیونکہ ہمیں سختی سے تکنیکی طور پر ماہر افراد کی ضرورت ہے۔ آپ بینکاری، تجارت، کاروبار، قانون وغیرہ سیکھ سکتے ہیں، جو آج بے شمار مواقع فراہم کرتے ہیں۔ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ نئی صنعتیں قائم ہو رہی ہیں، نئے بینک، نئی انشورنس کمپنیاں اور تجارتی ادارے کھل رہے ہیں، اور یہ مزید ترقی کریں گے۔ یہ وہ میدان اور مواقع ہیں جو آپ کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ اِن کے بارے میں سوچیں، اور اپنی توجہ اِن کی طرف مرکوز کریں، اور یقین کریں کہ ان میں آپ کو وہ فائدہ ہوگا جو محض سرکاری ملازمت میں رہ کر حاصل نہیں ہو سکتا—جہاں آپ ایک طرح کی کلرکی کے دائرے میں پھنس کر، صبح سے شام تک، نہایت تنگ اور تکلیف دہ حالات میں کام کرتے رہتے ہیں۔ اگر آپ تجارت اور صنعت کی طرف آئیں گے تو نہ صرف آپ خود زیادہ خوش اور خوشحال ہوں گے، بلکہ آپ کے پاس ترقی کے زیادہ مواقع بھی ہوں گے، اور اس طرح آپ نہ صرف اپنی مدد کریں گے بلکہ اپنی ریاست کی بھی خدمت کریں گے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ مجھے ایک نوجوان کا علم ہے جو پہلے سرکاری ملازمت میں تھا۔ چار سال قبل وہ ایک بینکاری ادارے میں دو سو روپے تنخواہ پر شامل ہوا، کیونکہ اُس نے بینکاری کا مضمون پڑھا ہوا تھا۔ اور آج، صرف چار سال میں، وہ اُس ادارے میں مینیجر ہے اور پندرہ سو روپے ماہوار کما رہا ہے۔ یہی وہ مواقع ہیں جو آپ حاصل کر سکتے ہیں، اور میں آپ پر زور دیتا ہوں کہ آپ اب اسی سوچ کو اپنائیں..."